احکام استیذان اور معاصرانہ تعامل و مقتضیات

Shariah Rulings Regarding Entry Permission and Contemporary Practices and Challenges

ڈاکٹر قیصر بلال*
میاں ساویز ندیم**

Abstract

Undeniable facts that spirit beyond the shariah rulings is to provide unending values and standards to mankind in the form of freedom with flavour of some restrictions, liberty and autonomy with some confined boundaries and self-rule with natural checks. This is the beauty of our religion Islam which ensures a true rational bindings and encourage sound tenets and believes, the utmost need of society. The researchers concluded that individual’s interactions are the reflections of entire society and the one’s role has tremendous impact on overall behaviours and deeds. Shariah rulings are very clear and distinct, though it relates to collective morals or concerned with personage.

The Homes play a vital role in grown-up of personalities and shariah rules are there how to live inside and outside the houses. Shariah cares for the one’s private life but present-day practices are otherwise. People entering in other houses without taking proper permission. Interference in individual’s private matters or privacy is impermissible in Islam.

This paper emphasizes on highlighting shariah rulings regarding interference in one’s privacy generally and particularly permission before entry to one’s home in comparison with prevailed practices.

* لیکچرار، ڈی آئی پی ایس، کوہاٹ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، کوہاٹ
**** ایم فل اسکالر، ڈی آئی پی ایس، کوہاٹ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، کوہاٹ

Key words: Permission, Interference, Rules, Society, Islam.

دین اسلام معاشرے کو امن ،عدل اور خوش اخلاقی کا درس دیتا ہے۔ دیگر میدان کی طرح اخلاقی میدان میں وحی الٰہی کے اصول موجود ہیں۔ اسلام بالخصوص گھریلوں نظام کو مضبوط کرنے کی تلقین کرتا ہے اور اس کی مضبوطی کی غرض سے محکم اصول بھی وضع کیے ہیں۔ جن میں سے استیذان یعنی گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت کو طلب کرنا لازمی ٹہرایا ہے،تاکہ کسی کی ذاتی زندگی میں بے پردگی اور خلل نہ پڑے۔ منصب رسالت ﷺ کے اغراض میں ایک پر امن معاشر کا قیام ہے۔ جس کے لیے اخلاقی ، معاشرتی اور خاندانی نظام کو مضبوط بنانا ضروری ہے۔ آپﷺ کی پوری زندگی اعلیٰ اخلاق کی تکمیل ہے۔[1] معاشرے کا بناؤ بگھاڑ کا گھر کے ماحول سے گہرا تعلق ہے۔ انسان کے لئے گھر راحت کا مرکز ہوتا ہے۔ ہر انسان اپنے گھر میں اوروں کی دخل اندازی کے بغیر بے تکلفی سے رہنا چاہتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں لوگوں کی زندگیوں میں دخل اندازی ، خلل کا رجحان اور بغیر اجازت لئے گھروں میں دخل ہونا بڑھتا جا رہا ، جس کی وجہ سے لوگ اب اپنے ذاتی گھر میں بھی تنگی محسوس کرنے لگے ہیں۔آج ضرورت اس بات کی ہےکہ اجازت طلبی (استیذان) کے اسلامی احکام اور عصرِ حاضر کے اہم تقاضوں کو منظر عام پر لایا جائے۔ زیر نظر مقالہ میں استیذان کے احکامات و ہدایات شریعت کی تعلیمات میں واضح کیا ہے۔

استیذان کا لغوی معنی

لفظ استیذان ، اذن سے باب استفعال کا صیغہ ہے ، اس باب کا ایک خاصہ طلب ہے اذن سے مراد اجازت طلب کرنا ، جیسے کہ کہا جاتا ہے"استأذنه"[2]، یعنی اس نے اجازت طلب کی۔ قاموس الوحید میں الاذن کا یوں ترجمہ کیا ہے کہ " شرعی پابندی کا خاتمہ یا اجازت" [3]۔

علامہ راغب اصفہانی کہتے ہیں استذان اجازت طلب کرنے کے معنی میں ہے۔"والاستئذان: طلب الإذن" [4] استیذان سے مراد اجازت طلب کرنا ہے۔

لفظ اذن قرآن کریم نے اجازت کے معنی میں اختیار کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا;

"نَزَّلَهٗ عَلٰي قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ " [5]

کہ " جبریل ؑ نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہی تمہارا اوپر قرآن نازل کیا ہے"

استیذان کی اصطلاحی تعریف

شریعت میں استیذان سے مراد گھروں میں اجازت طلب کرنا ہے؛

" وهو طلب الإذن فی الدخول لبیت غیرك فی حکم " [6]

" گھر میں داخل ہونے کی غرض سے اجازت مانگنا اس کے حکم سے"۔

" الإذن فی الشرع فك الحجر وإطلاق التصرف لمن كان ممنوعا منه شرعا " [7]

"استیذان ، رکاوٹ کو توڑنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ یعنی کسی شرعا ممنوع چیز کے استعمال میں آزادی حاصل کرنا"۔

آیات استیذان کی وضاحت

قرآن کریم میں مختلف سورتوں میں بار بار ظاہراً اور باطناً فحش کاموں سے رکنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اسی طرح سورہ نور میں مکمل تفصیل سے ایک باحیاء معاشرے کو تشکیل دینے کے لئے حد جاری کرنے اور لوگوں کے گھروں میں داخل ہونے سے متعلق احکام کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔قرآنی تعلیمات اس پر دال ہیں کہ لوگوں کے گھروں میں داخل ہونے سے قبل اجازت اور رضامندی طلب کرنا ضروری ہے ۔ قرآن کریم نے اس کے لئے انسیت کا لفظ اختیار کیا ہے کیونکہ انسیت پیدا ہو جانے کے بعد صاحب خانہ کو کوئی کوفت اور پریشانی نہیں ہوتی ۔درجہ ذیل آیات میں غیر محرم کو استیذان کا حکم دیا گیا ہے۔

سورہ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا ....لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾

"اے ایمان والوں ! غیروں کے گھروں میں یہاں تک دا خل نہ ہوا کرو،جب تک کہ وہاں کے رہنےوالوں سے اجازت طلب اور سلام نہ کر لو ،یہی امر تمہارے لئے بہتر ہے شاید تم نصیحت حاصل کر لو ۔"[8]

جمہور مفسرین نے لفظ ﴿ تَسْتَأْنِسُوْا ﴾ سے مراد ﴿تَسْتَأْذِنُوْا ﴾ لیا ہے جس کو استیذان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہاں استیناس سے مراد استیذان ہے۔[9]

مذکورہ الفاظ میں ایک باریک سا فرق پایا جاتا ہے ۔ موخر الذکر سے مراد تو اجازت طلب کرنا ہے اور اول الذکر (جو قرآن میں مستعمل ہے) سے مراد سامنے والے کی رضا حاصل کرنا، مانوس کرنا مراد ہے۔[10]

آیت کا شان نزول

عرب معاشرے میں اسلام سے قبل جہالت کی بنیاد پر کافی بری عادات موجود تھیں، جن میں ایک عادت یہ بھی تھی کہ لوگ گھروں میں بغیر اجازت اور بغیر اطلاع دئیے بے تکلفی کے انداز میں داخل ہو جایا کرتے تھے،[11]

ایک انصاری عورت نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ میں کبھی کبھار گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں نہیں چاہتی کہ کوئی مجھے دیکھے، اور ہمارے گھر کے آدمی بغیر اطلاع دئیے گھر میں آ جاتے ہیں، اور اس حالت میں مجھے دیکھ لیتے ہیں۔[12]

لوگوں کے گھروں میں گھنٹی یا دستک دینے کے بعد ،جواب نہ آئے تو پھر بھی اس گھر میں بغیر اجازت لئے اندر داخل نہیں ہونا چاہیے۔یا لوٹ جانے کو کہا جائے تو لوٹ جانے میں ہی بہتری ہے ، کہیں ایسا نہ ہو کہ گھر

میں محض اہل خانہ کی عورتیں ہو ں ان پر نظر پڑ جائے اور کسی کی ذاتی ملکیت میں تصرف بھی نہ ہونے پائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا ...... تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴾ [13]

"اگر اس گھر میں کوئی نہ ہو ، تب بھی اہل خانہ کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہوا کرو،اور اگر لوٹ جانے کو کہا جائے تو لوٹ جاؤ اسی میں تمہاری پاکیزگی ہے ، اور اللہ عزجل کو تمہارے اعمال کا خوب علم ہے"۔

اس آیت میں معاشرتی آداب کے ایک بہترین اصول کو واضح کیا ہے ۔ مشاہدہ ہے کہ لوگ جب کسی سے ملنے جاتے ہیں اول تو وقت کا خیال نہیں کرتے اور دوسرا بغیر بتائے چلے جاتے ہیں۔ جب صاحب خانہ کے گھر سے انکار سنتے ہیں یا واپس لوٹنے کو کہا جاتا ہے تو برا مناتے ہیں اور ان کے دروازے پر ہی کافی دیر تک بیٹھے رہتے ہیں۔ یہ رویہ غیر مناسب اور قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے جیسا کہ اس آیت میں صراحتاً ہدایات دی گئی ہیں۔

اگر ایسی جگہ جو عموماًلوگوں کی رہنے کی جگہ نہ ہو مثلاً ، مسافر خانہ ، وغیرہ ، تو بغیر اجازت طلب کیے داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح مسافر خانوں یا عام ٹہرنے کی جگہوں میں بغیر اجازت تصرف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ ......وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴾ [14]

"تم پر گناہ نہیں کہ تم جاؤ کسی غیر آباد مکان (جو کســـی کہ رہنہ کی جگہ نہ ہو) اور جن میں تمہارہ فائدہ یا کوئی کام کی چیز ہو، اور اللہ تعـالیٰ تمہارہ ظاہر اور باطن کو خوب جانتا ہے"۔

آیت کا شان نزول

جب استیذان کا حکم نازل ہوا تو ابو بکـر صـدیق ؓ نہ آپ ﷺ سہ حکمت پر مبنی سوال عرض کیا ہانہوں نہقریش کہ تاجروں کہ حوالہ سہ پوچھا کہ یہ لـوگ تـو مکہ ،مـدینہ اور شام تجارت کی خاطر آتہ جـاتہ رہتہ ہیں، ان کہ مخصـوص سرائہ خانہ ہوتہ ہیں ، جن میں کوئی رہتا نہیں تــو وہاں پر سلام اور اجازت کا کیا حکم ہوگا[15]۔

مختلف اوقات میں استیذان کا حکم

مذکورہ بالا آیـات میں اسـتیذان کـا حکم غـیر محرمـوں سہ متعلق تھا ۔اسی طـرح محرمـوں کـو بھی استیذان کـا حکم دیا گیا ہے۔یعنی وہ لوگ جو گھروں میں عمومـاً آتہ جـاتہ ہیں، ان لوگوں کـوتین اوقـات میں خصوصـاً اسـتیذان کـو لازم ٹہرایا کیونکہ ان تین اوقات میں اہل خانہ اپنہ گھـروں میں زائد کپڑہ اتار دیـتہ ہیں اور بہ تکلفی کہ انــداز میں بیٹھہ رہتہ ہیں، اور کوئی یہ نہیں چاہتـا کہ اس کـا یہ انـداز لوگـوں پـر منکشف ہو جائہ۔ اللہ عزوجل نہ ارشاد فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ............وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ [16]

" اے ایمان والو! تمہارے ما تحت غلام اور نا بالغ بچوں کو چاہیے کہ ان اوقات میں تم سے اجازت لے کر داخل ہوا کریں،نماز فجر سے قبل ،ظہر کو جب تم زائد کپڑے اتار دیتے ہو، اور بعد از نماز عشاء یہ اوقات پردے کے ہیں،ان کے علاوہ نہ تم پر اور نہ ان پر کوئی گناہ ہے کہ داخل ہوں، کیونکہ تم لوگ ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے رہتے ہو، اسی طرح اللہ واضع بیان کرتا ہے اپنی نشانیاں، اللہ تعالیٰ علم اور حکمت والا ہے"۔

آیت کا شان نزول

حضرت اسماء بنت مرثد نے اپنے غلام کے متعلق رسول اللہ ﷺ دریافت کیا کیونکہ وہ اکثر اوقات ان کے پاس بغیر اجازت لیے آجاتا تھا جو کہ حضرت اسماءؓ کو ناگوارء گزرتا تھا۔ حضرت اسماءؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ میرا غلام ایسے وقت میں میرے پاس آجاتا ہے جو مجھے ناگوار گزرتا ہے،اس پر یہ آیت نازل ہوئی[17]۔

مذکورہ بالا آیت جس میں مملوک غلام اور نابالغ بچوں کو استیذان کو لازم قرار دیا ہے، وہ در اصل یہ ہے کہ صاحب خانہ کو چاہیے کہ وہ ان کو سمجھائیں کہ ان اوقات میں بغیر اجازت کے نہ آیا کریں۔اسی طرح جب یہ بلوغت کو پہنچ جائیں تو ان کو بھی باقی لوگوں کی طرح استیذان یعنی اجازت لینی چاہیئے جیسا کہ اگلی آیت میں فرمایا گیا:

﴿ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ.........عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾[18]

" اور جب تمہاری اولاد بلوغت کو پہنچ جائے تو ان کو بھی چاہیے کہ اجازت لیا کریں جیسا کہ ان سے پہلے لوگ لیتے رہے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ بیان کرتا اپنی نشانیاں تمہارے واسطے اور اللہ علم اور حکمت والا ہے"۔

سلام مقدم اور اجازت مؤخر

متعدد احادیث اور تعامل صحابہ ؓ سے یہ بات واضاحت کے ساتھ مروی ہے کہ پہلے سلام کرنا اور پھر اجازت طلب کرنی چاہیئے۔آپ ﷺنےفرمایا :

" لا تأذنوا لمن لم يبدأ بالسلام "[19]

"جو شخص سلام سے ابتداء نہ کرے اس کو اجازت نہ دو"۔

اسی طرح آپ ﷺنے بات کرنے سے پہلے سلام کا حکم دیا ہے[20]حضورﷺ کی ہدایات یہی ہیں کہ پہلے سلام کیا جائے اور پھر اجازت طلب کی جائے۔ صحابہ کرام ؓ کا عمل بھی یہی رہا کہ پہلے سلام کیا کرتے اور پھر اجازت طلب کرتے تھے،جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ الاشعری جب حضرت عمر ؓ سے ملنے گئے تو کا "السلام عليكم هذا أبو موسى" پھر مزید وضاحت کے لئے یہ الفاظ کہے "السلام عليكم هذا الأشعري" کہ میں ابو موسیٰ الاشعری ہوں۔[21]

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے سلام کے ساتھ استیذان کو ضروری کہا ہے۔فرماتے ہیں؛

"لا تأذنوا حتی تؤذنوا بالسلام" [22]

"اجازت نہ دو یہاں تک کہ سلام کیساتھ اجازت طلب کرے"

سورہ النور کی مذکورہ بالا آیات سے اپنے گھر(جس میں صرف شوہر اور بیوی رہتے ہوں)استیذان کا حکم تو نہیں پایا جاتا لیکن صحابہ کرام ؓاپنے گھر میں بھی استیذان کیا کرتے تھے جس کی بنا پر علماء کرام نے اس کو مستحب عمل لکھا ہے۔ عطاء بن رباح ؒ سے پوچھا گیا کہ کیا آدمی اپنی بیوی سے بھی استیذان کرے یعنی اجازت طلب کر کے گھر آئے؟ آپ ؒ نے فرمایا "نہیں" [23] ۔ عبد اللہ ؓ ابن مسعود کی زوجہ ارشاد فرماتیں ہیں کہ عبد اللہ ؓ جب گھر آتے تو دروازے میں کھٹکار کرتے اور اپنے آنے کی خبر دیتے۔ عبداللہ ابن مسعود ؓ نے روایت مروی ہے کہ وہ فرماتے یں " تم پر اپنی والدہ سے استیذان لازم ہے یعنی استیذان کیا کرو " [24] ۔ مجاہد ؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اپنے آنے کی خبر دینا ہے جیسے کوئی دروازے میں کھٹکار دے یا اپنے قدموں کو زور سے زمین پر مارے کہ اہل خانہ کو اس کے آنے کی خبر ہو جائے [25] ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر چہ استیذان اپنے گھر میں واجب نہیں لیکن کرنا اولیٰ اور کسی حد تک تاکید بھی ہے کیونکہ کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کو بے تکلفی کے انداز دیکھے اور اچانک گھس آئے۔

تعدد استیذان

تعدد استیذان کا تعین حالات کے بدلنے سے بدل

سکتا ہے ۔ اگر کسی گھر سے جواب نہ آئے تو وہاں تین مرتبہ استیذان کرنا چاہیے اور اگر کسی گھر سے پہلے ہی مرتبہ میں انکار یا لوٹ جانے کو کہا جائے تو مزید استیذان کی ضرورت نہیں ۔

ابو موسیٰ الاشعری ؓ ایک دن حضرت عمر کے گھر تشریف لے گئے اور تین مرتبہ استیذان کیا لیکن کوئی جواب نہیں آیا اور وہ واپس لوٹ آئے ، حضرت عمر ؓ نے معاملہ دریافت کیا تو ابو موسیٰ ؓ نے فرمایا کہ میں نے تین مرتبہ اجازت مانگی جب مجھے اجازت نہ ملی تو میں واپس آ گیا کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"إذا استأذن أحدكم ثلاثا فلم يؤذن له فليرجع" [26]

"جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ اجازت چاہے اور اس کو اجازت نہ ملے تو اس کو لوٹ جانا چاہیے"۔

استیذان کا مسنون طریقہ

استیذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اول سلام کیا جائے پھر اجازت طلب کی جائے اور اگر واپس لوٹ جانے کو کہہ دیا جائے تو بغیر کسی ناراضگی کے لوٹ جانا چاہیئے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث اور تعامل صحابہؓ میں بتایا گیا ہے۔ ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کمرے میں تھے اور کہا السلام علیکم یا رسول اللہ السلام علیکم کیا عمر اندر آسکتا ہے؟ [27]

حکمت استیذان

معاشرے کی خوبصورتی اور امن و امان اسی میں ہے کہ اس کے آداب کا خیال رکھا جائے ۔ اسلامی شریعت میں بعض ایسے احکامات ہیں جن کو لوگ جہالت کی بنیاد پر اسلامی نہیں سمجھتے، انہی احکامات میں استیذان کے آداب ہیں ۔انگریزوں نے اس حکم پر عمل کرنے سے اپنے معاشرے کو مہذب بنا دیا ہے ۔ لیکن افسوس کہ مسلمان معاشرے نے اس واجب کو بلکل ہی ترک کیا ہوا ہے۔ حکم استیذان مین متعدد حکمتیں ہیں ۔ بعض اوقات انسان اپنے گھر میں کسی ضرورت کی وجہ سے برہنہ یا بے تکلفی سے بیٹھا ہوتا اور اگر کسی کی اچانک اس پر کسی کی نظر پڑ جائے تو یہ بات اس کو نا گوارہ گزرے گی۔ استیذان کو اپنانے سے لوگوں کا پردہ محفوظ رہے گا ۔ بغیر اطلاع دیے گھر میں دا خل ہونے سے یہ احتمال ضرور ہے کہ والدہ یا بہن ، بال سکھانے یا بے تکلفی سے بیٹھے ہوں۔ اسی طرح حکم استیذان سے زنا اور بد نظری کا سد باب کیا گیا ہے ۔لوگوں سے ملاقات کے اوقات کا خیال رکھا جاتا ہے ۔ ذاتی زندگی میں خلل اور دخل اندازی سے اجتناب کرنا بھی استیذان کی حکمت ہے۔

ترک استیذان کے وقت رسول اللہ ﷺ کا تعامل

اللہ تعالیٰ نے رسو ل اللہ ﷺ کو معلم کی حیثیت سے مبعوث فرمایا۔آپ ﷺ نے استیذان کا خاص اہتمام کیا اور

اصحاب ؓ کو اس پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی آپ ﷺ اپنے گھر تشریف فرما تھے کہ ایک بنو عامر کے صحابی نے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا " کیا میں گھس جاؤ " آپ ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا: "اخرج إلى هذا فعلمه الاستئذان، فقل له قل السلام عليكم، أأدخل؟[28] کہ اس کو استیذان کا طریقہ سکھلاؤ کہ پہلے سلام کرے پھر اجازت مانگے۔

غیروں کے گھروں میں بغیر اجازت کے نظر نہیں ڈالنی چاہیے کیونکہ نظر کا دخول ہی تو استیذان کا فوت ہو جانا ہے۔ایک شخص نے سوراخ سے آپ ﷺ کے حجرہ کو دیکھا ، آپ ﷺ کے پاس اس وقت ایک کنگھا تھا جس سے آپ ﷺ اپنا سر کھجا رہے تھے ،آپ ﷺ نے اس سے فرمایا "لو أعلم أنك تنظر، لطعنت به في عينك، إنما جعل الاستئذان من أجل البصر "[29] کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو یہ کنگھا تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا ،اجازت مانگنا تو ہے ہی اسی لئے کہ اندر کی کوئی ذاتی چیز نہ دیکھی جائے۔

استیذان سے اصل مقصود نظر کی اجازت ہے کیونکہ اگر گھر میں نظر داخل ہو گی تو جسم کے ساتھ داخل ہونا یا نہ ہونا برابر ہے ۔ ایک روایت میں آپ ﷺ نے استیذان کو نظر کے ساتھ مخصوص کیا کہ اس کا مقصود نظر ہی کی اجازت ہے۔ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت طلب کرنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"فقال له النبى صلى اللّٰه عليه وسلم هكذا عنك أو هكذا،فإنما الاستئذانہ من النظر" [30]

"اس طرح یا اس طرح کھڑا ہونا چاہیئے (یعنی دروازے سے ہٹ کر) کیونکہ اجازت کا مقصود نظر کی اجازت ہے"۔

ہمارے معاشرے میں اکثر گھر میں لوگ مشترکہ طور پر رہتے ہیں،جن میں استیذانہ کا عموماً خیال نہیں رکھا جاتا،جس کمرے میں والدہ رہتی ہوں اس کمرے میں بھی استیذان لازمی کرنا چاہیے ، شاید والدہ کپڑے وغیرہ بدل رہی ہوں،عطاء بن یسارہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا میں اپنی والدہ سے بھی اجازت طلب کروں ؟ آ پ ﷺ نے فرمایا کہ "ہاں" اس شخص نے پھر پوچھا کہ میں ان کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں، دوبارہ آپ ﷺ نے فرمایاکہ اجازت طلب کیا کرو ، پھر اس شخص نے کہا کہ میں ان کی خدمت کرتا ہوں ،تو حضورﷺ نے ارشاد فرمایا "کہ اپنی والدہ سے اجازت لیا کرو ، کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تم اپنی والدہ کو ننگی دیکھو ؟ اس شخص نے کہا " نہیں " فرمایا " تو پھر اجازت لیا کرو " ۔

تعامل صحابہؓ

صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی جماعت کی صحبت یافتی اور تربیت یافتہ لوگ تھے،حکم استیذان پر صحابہ کرام نے خود عمل کر کے امت کو سکھلایا، ابن ابی حاتمؒ

حضرت ام ایاس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ و فرماتی ہیں کہ ہم چار عورتیں اکثر حضرت عائشہ ؓ کے پاس جایا کرتی تھیں اور گھر میں جانے سے پہلے استیذان کرتی تھیں جب اجازت ملتی تب ہی اندر داخل ہوتی تھیں۔[31] اسی طرح حضرت ابو موسیٰ الاشعری ، حضرت عمر کے گھر گئے اور سلام کیا پھر استیذان چاہی۔[32] حضرت عبد اللہ ابن مسعود ؓ کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ عبد اللہ ؓ جب گھر آتے تو پہلے درواز میں کھنکار کر (یعنی تھوڑا کھانستے) اپنے آنے کی خبر کر دیتے۔[33]

حکم استیذان کی عمومیت

قرآن کریم کا عمومی قائدہ یہی ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مراد مرد اور عورت دونوں ہوتے ہیں الا یہ کہ اس آیت میں خاص مردوں کی تخصیص کو ذکر کیا گیا ہو۔ تعامل صحابہؓ اور صحابیاتؓ سے یہ ثابت ہے کہ استیذان کا حکم مردو اور عورت دونوں کے لئے ہے جیسے کہ مذکورہ بالا امثلہ میں بیان کیا گیا ہے۔

استیذان کا حکم

استیذان کا حکم قرآن کریم کی آیات کی روح سے با لاجماع واجب ہے ، البتہ اپنے اس گھر میں جس میں صرف شوہر اور بیوی رہتے ہوں ، کے بارے میں اختلاف ہے ۔ بعض سے اس صورت کو واجب قرار نہیں دیا بلکہ تعامل صحابہؓ کی وجہ سے مستحب ٹھہرایا ہے۔ اگر کسی گھر

میں کوئی حادثہ پیش آ جائے جیسے گھر میں آگ لگ جائے وغیرہ یہ صورت اس سے خارج ہو گی ۔ اسی طرح مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع ؒ نے بھی استیذان کو واجب لکھا ہے۔[34]

مکہ کے مشہور فقیہ عطاء ابن رباح ؒ نے ارشاد فرمایاکہ:

"الاستئذان واجب على كل محتلم" [35]

"ہر بالغ آدمی پر اجازت طلب کرنا (استیذان) واجب ہے"۔

امام فخر الدین الرازی ؒ نے استیذان کو ہر حال میں واجب قرار دیا ہے، فرماتے ہیں:

"الاستئذان واجب فی کل حال"[36]

" کہ استیذان ہر حال میں واجب ہے"۔

شارح صحیح مسلم امام النووی " الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ البَصَرِ " حدیث کے حوالے فرماتے ہیں کہ:

"الاستئذان مشروع"

کہ استیذان کا شریعت نے اعتبار کیا ہے۔

علامہ زرقانی ؒ استیذان کی مشروعیت ک قائل ہیں اس حوالے سے احکام موجود ہیں ،اور قرآن و سنت میں اس کے دلائل ظاہر ہیں۔

"وقد أجمعوا على مشروعيته، وتظاهرت به دلائل القرآن والسنة " [37]

"علماء کا اجماع ہے کہ استیذان کا شریعت میں اعتبار ہے اور یہ حکم قرآن و سنت میں واضح اور ظاہر ہے"۔

علامہ قرطبی کے نزدیک بھی استیذان واجب ہے اور کسی کے لئے بغیر استیذن اندر جانا درست نہیں جیسا کہ فرماتے ہیں:

"والاستئذان واجب، لا يجوز لأحد أن يدخل على أحد بيته حتى يستأذن عليه"[38]

"کہ استیذان واجب ہے ، اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ غیروں کے گھروں میں بغیر اجازت کے گھس جائے"۔

ترک استیذان کی وجہ سے در پیش مسائل

موجودہ زمانہ میں استیذان کی اہمیت زیادہ بڑھ گئی ہے لوگوں کی مصروفیات کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے۔اکثر لوگوں کا معمول با لخصوص دین دار لوگوں کی طرف سے استیذان میں کو تاہی نظر آرہی ہے ۔ اسی طرح لوگوں کو استیذان کی وجوب اور تاکید کا علم تک نہیں۔ استیذان کا مقصود معاشرہ سے بے حیائی ،بد نظری اور بد اخلاقی سے پیدا ہونے والے تمام خدشات کو دور کرنا اور ایک باوقار معاشرہ کو تشکیل دینا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں جس طرح لوگ بغیر اجازت اور بے جھجک دوسروں کے گھروں میں داخل ہو جایا کرتے تھے ، بلکل اسی طرح کی صورت حال آج کل ہمارے معاشرے میں پیدا ہو چکی ہے۔اسی

طرح بعض لوگ اجازت طلب کرنا اپنی بے عزتی محسوس کرتے ہیں۔

درجہ ذیل میں لوگوں کا معمول اور ترک استیذان سے پیش آنے والے مسائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔

دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت حاصل کرنا واجب ہے جیسے کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔بغیر اجازت داخل ہونے سے اہل خانہ کو کوفت ہوتی ہے۔ اکثر اوقات اہل خانہ نا چاہتے ہوئے بھی اس کو اندار داخل ہونے کی اجازت دے دیتے ہیں،یہ رویہ انتہائی غیر مناسب ہے، کیونکہ یہ لوگوں کی ذاتی زندگی میں دخل اندازی ہے اور گھر کا پردہ متاثر ہونے کا غالب گمان ہے۔

ہمارے معاشرے میں اکثر لوگوں کے گھروں کا دروازہ پہلے سے ہی کھلا رہتا ہے۔دیہاتوں میں دروازے پر پردہ لٹکانے کا رواج آج بھی موجود ہے لیکن شہروں میں یہ معطل ہو چکا ہے۔ بعض لوگ کسی کے گھر کا دروازہ یا گھنٹی بجا کر دروازے سے اندر جھانکتے ہیں اس طرح کرنے سے رسول اللہﷺ نے سختی سے منع کیا ہے ۔ ، جب کسی کے گھر کا دروازہ یا گھنٹی بجائیں تو دروازے سے ہٹ کر ایک طرف کھڑے رہیں اور اہل خانہ کے جواب کا انتظار کریں نہ کہ اوروں کے گھروں میں جھنکیں۔

موجودہ دور برق رفتاری کا دور ہے ، ہر آدمی کی مصروفیات پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہیں ہوے ہر آدمی کو ہر وقت ملنے کی سقط نہیں رکھتا ، ہاں مجبوری میں الگ

بات ہے۔لوگوں سے ایسے وقت میں ملاقات کریں کہ جو اس کے سونے ، نماز پڑھنے یا دیگر آفس کے کام کرنے کا وقت نہ ہو، کیونکہ اس میں بھی وہی ذاتی زندگی میں دخل اندازی اور ایذا رسانی پائی جاتی ہے۔ جیسے کہ مفتی محمد شفیع ؒ نے بھی توجہ دلائی ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ ایسا کرنا جائز نہیں[39]۔ اسی طرح بعض لوگ دروازہ کھٹکھٹا کر فوراً کمرے میں داخل ہو جاتے ہیں ، یہ زیادہ ایذا رسانی ، اور کوفت کا ذریعہ ہے جس سے اجتناب لازمی ہے ۔ چاہیئے کہ دروازہ کھٹکھاٹانے کے بعد اتنے دیر کھڑرہے رہے کہ صاحب خانہ خود دروازہ کھول دے۔

ہمارے معاشرے میں ہرشخص پروٹوکول چایتا ہے ۔ بعض اوقات جلد بازی میں اگر کسی سے خندا پیشانی سے نہ ملا جائے تو ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں اور سامنے والے کو مکتبر تصور کرتے ہیں۔اسی طرح اکثر لوگ جب کسی سے ملنے جاتے ہیں اور جواب میں ان کو اہل خانہ کی طرف سے انکار یا لوٹ جانے کو کہا جاتا ہے تو ناراض ہو جاتے ہیں اور بات چیت بند کر دیتے ہیں۔ یہ رویہ بھی غیر مناسب اور اخلاق نبوی ﷺ کے منافی ہے ۔اہل خانہ کی مجبوری کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

عموماً ہمارے معاشرے میں جب گھر سے آواز آتی ہے کہ کون ہے؟ تو اکثر لوگ " میں ہوں" کہہ کر جواب دیتے ہیں۔اس رویے سے سامنے والا مزید تشویش اور کوفت

کا شکار ہو جاتا ہے۔ نام پوچھنے پر اہل خانہ کو پورا اور واضح انداز میں بتانا چاہیئے۔

ایک شخص نے حضور ﷺ کے درواز پردستک دی تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ " من ذا فقلت أنا فقال أنا أنا كأنه كرهها"[40] کہ کون ہے ، تو اس شخص نے کہا " میں ہوں میں ہوں " آپ ﷺ نے فرمایا کہ " میں میں"، اور اس کو نا پسند کیا ۔

موجودہ زمانے میں لوگوں نے اونچے اونچے مقانات بناتے ہیں بعض اوقات اہل خانہ اوپر مالے پر چھٹر کر نظارے کرتے ہیں اور لوگوں کے گھروں میں جھانکتے ہیں۔ یہ رویہ مذکورہ بالا حدیث "اجازت کا مقصود نظر کی اجازت ہے" کے منافی ہے۔

خلاصہ مقالہ

شریعت نے ہر فرد کو اپنی ذاتی چیز میں تصرف کا پورا حق دیا ہے۔کسی کی ذاتی زندگی میں دخل اندازی کرنا مثلاً اس کے گھر میں بغیر اس کی رضا کے داخل ہو جانا، یہ حق تلفی کا معاملہ ہے جس سے اجتناب لازمی ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص گھر میں بے تکلفی سے یا اپنے کسی ذاتی ضروریات کے کاموں میں لگا ہو ، خلل نہ پڑے۔ معاشرے کے اکثر لوگ اس واجب کو ترک کرتے ہیں ،اسی لئے ہمارے گھروں میں نا چاکیاں پیدا ہوتی ہیں ۔ گھروں میں جھانکنے سے بد نظری اور پھر اس

سے پیدا ہونے والے نا جائز تعلقات ، ترک استیذان کا نتیجہ ہیں۔

مقالہ کا خلاصہ درجہ ذیل نکات کے ذریعہ آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے:

1۔ ہمارے معاشرے میں بغیر اجازت طلب کیے لوگوں کے ذاتی گھروں میں داخل ہونے کا رجحان بہت زیادہ ہے۔ جوکہ ایک صریح واجب کا ترک ہے جبکہ قرآن کریم نےدوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے استیذان (اجازت طلب کرنا) کو واجب قرار دیا ہے۔

2۔ شریعت نے لوگوں کو حرج سے نکالنے کے لیے ہر جگہ استیذان کا حکم نہیں دیا ،جیسے کہ عام آمدورفت کے مقامات مثلاً ، ہسپتال ،بینک،مسافر خانے،ہوٹل وغیر جیسے جگہوں پر اجازت طلب کرنا واجب نہیں ، کیونکہ یہ مشترکہ طور پر لوگوں کے استعمال میں ہوتے ہیں اور ان میں ہر وقت آنا جانا لگا رہتا ہے۔

3۔ کسی گھر سےواپس لوٹنے کو کہا جائے تو لوٹ جانا چاہیے۔اگر اہل خانہ ملنا نہیں چاہتا تو وہی بیٹھے رہنا اور بار بار دروازہ کھٹکھاٹا کر ان کو تنگ نہیں کرنا چاہیے۔

4۔ آپ ﷺ نے بات کرنے سےقبل سلام کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے استیذان میں پہلے سلام کرنے کا طریقہ صحابہ کرامؓ کو سکھایا کرتے تھےکہ پہلے سلام اور پھر اجازت طلب کرنی چاہیے۔

5۔ تین اوقات میں خصوصاً استیذان کا حکم دیا گیا ہے چاہے وہ گھر کے محرم افراد ہی کیوں نہ ہوں ۔ فجر کی نماز سے قبل، ظہر کے وقت جب آدمی اپنے زائد کپڑے آرام کی غرض سے اتار لیتا ہے اور نماز عشاء کے بعد ۔

6۔ لوگوں کی مصروفیات کی رعایت رکھنی چاہیے ۔ان سے وقت لے کر ملاقات کرنی چاہیے۔ جیسا کہ بعض لوگ بغیر وقت لیے لوگوں کے گھروں میں چلے جاتے ہیں۔

7۔ معاشرے کی بری عادات میں سے ایک بری عادت لوگوں کے گھروں میں جھانکنا ہے۔ جوکہ صاحب خانہ کو برا لگتا ہے، پردہ متاثر ہوتا ہے،اور استیذان کا مقصود فوت ہو جاتا ہے ۔جبکہ شریعت کی تعلیمات میں لوگوں کے گھروں میں جھانکنے سے حتی الامکان گریز کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

8۔ عصر حاضر میں اکثر لوگوں کی طرف نام سے یہ رویہ مشاہدہ کرنے کو ملتا ہے کہ جب ان سے نام پوچھا جائے تو جواباً کہتے ہیں کہ میں ہوں یا اپنا مجہم نام بتاتے ہیں پورا نام نہیں بتاتے اور اسلامی ہدایات کے خلاف ہے۔ شریعت میں پوچھنے پر پورا نام بتانا، "میں ہوں " جیسے الفاظ سے اجتناج کرنا چاہیے ۔

9۔ استیذان کے احکام اور ہدایات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کسی بھی انسان کی ذاتی زندگی میں بغیر

اس کی اجازت کہ دخل اندازی اور خلل نہیں ڈالنی چاہیے۔

حوالہ جات

[1] البيهقي, أحمد بن الحسين بن علي ,السنن الكبرى للبيهقي، رقم الحديث:20782۔
[2] المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية بالقاهرة,إبراهيم مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النج الدعوة، ج1،ص:11۔
[3] كيرانوى،وحيد الزاماں ، القاموس الوحيد ،ادارہ اسلاميات،مادہ :"اذن"، ص 117۔
[4] راغب الأصفهانى،أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانى، المفردات في غريب القرآن، دار القلم، الدارالشامية دمشق بيروت،ج 1، ص: 70۔
[5] البقرہ : 97۔
[6] شهاب الدين النفراوي أحمد بن غانم بن سالم ابن مهنا، الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني، دار الفكر،ج2،ص: 323۔
[7] المعجم الوسيط، دار الدعوة، ج1،ص12۔
[8] النور :27۔
[9] أبو جعفر الطبري، محمد بن جرير ،جامع البيان في تأويل القرآن، مؤسسة الرسالة،ج 19ص: 146۔
[10] مودودى،سيد ابو اعلىٰ ، تفہيم القرآن ،ادارہ ترجمان القرآن،ج 3،ص:376۔
[11] ايضاً،ج 3،ص:376۔
[12] فضل الرحمن ،احسن البيان فى تفسير القرآن ،زوار اكيڈمى پبلى كيشنز،2019ء،جلد 3،ص426۔
[13] النور :28۔
[14] ايضاً :29۔
[15] أبي حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد، تفسير القرآن العظيممكتبة نزار مصطفى الباز المملكة العربية السعودية،ج8،ص: 2565۔
[16] النور :58۔
[17] فضل الرحمن ،احسن البيان فى تفسير القرآن ،زوار اكيڈمى پبلى كيشنز،2019ء،جلد 3،ص448۔
[18] النور :59۔
[19] البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي،شعب الإيمان، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند، ج11،ص216۔
[20] سنن الترمذي،رقم الحديث:2699۔
[21] صحيح مسلم،رقم الحديث: 2154۔
[22] أبي شيبة أبو بكر بن أبي شيبة،المصنف في الأحاديث والآثار،مكتبة الرشد الرياض،ج5،ص255۔
[23] أبو جعفر الطبري،محمد بن جرير،جامع البيان في تأويل القرآن، مؤسسة الرسالة،ج19،ص146۔
[24] ايضاً،ج19،ص146۔
[25] ايضاً، ج19،ص147۔
[26] صحيح البخاري ،رقم الحديث: 6245۔
[27] سنن أبي داود، رقم الحديث: 5201 ۔
[28] البيهقي أحمد بن الحسين بن علي ،السنن الكبرى دار الكتب العلمية، بيروت لبنات،رقم الحديث: 17667۔
[29] صحيح البخاري،رقم الحديث: 6241۔
[30] سنن أبي داود،رقم الحديث: 5174 ۔
[31] أبي حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد ، تفسير القرآن العظيم ,مكتبة نزار مصطفى الباز المملكة العربية السعودية,ج8,ص2569.
[32] صحيح مسلم ,رقم الحديث: 2154۔
[33] محمد شفيع ، معارف القرآن ، ادارہ كراچى پاكستان2014ء ج :6،ص377۔
[34] ايضاً،ج :6،ص386۔
[35] أثير الدين، أبو حيان محمد بن يوسف، البحر المحيط في التفسير، دار الفكر، بيروت، ج8،ص31۔
[36] التفسير الكبير،الرازي أبو عبد الله محمد بن عمر، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ج 24،ص 418۔
[37] الزرقاني، محمد بن عبد الباقي، شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك، مكتبة الثقافة الدينية القاهرة،ج ، 4،ص 575۔
[38] القرطبي، أبو الوليد محمد بن أحمد، المقدمات الممهدات، دار الغرب الإسلامي، بيروت لبنان، ج3،ص 443۔
[39] محمد شفيع ، معارف القرآن، ادارہ كراچى پاكستان2014ء،ج:6،ص384۔
[40] صحيح البخاري،رقم الحديث: 6250۔